ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No2 2024

رسول اللہ ﷺ کی شگفتہ مزاجی اور تربیت صحابہ پر اس کے اثرات

"The Cheerful Disposition of the Prophet and Its Impact on the Training of the Companions"

Muhammad Ihtisham Ahmad Farooqi
M.Phil Scholar, Lahore Garrison University, Lahore.
ehtishamahmad911@gmail.com

Irfan Hassan
M.Phil. Scholar (Islamic Studies), NCBA&E, Lahore.
Hafizirfanhassan55@gmail.com

Dr. Mahmood Ahamd
.Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E, Lahore
muftimehmoodahmad@gmail.com

Abstract:

This research article explores the cheerful disposition of Prophet Muhammad (PBUH) and its profound impact on the training and character development of his companions (Sahaba). The study delves into the key characteristics of the Prophet's personality, such as his kindness, patience, and exemplary moral conduct, highlighting how these traits not only endeared him to those around him but also played a crucial role in shaping the ethical and moral framework of the Sahaba.

Through a detailed analysis of historical texts and Hadiths, the article examines specific instances of the Prophet's cheerful demeanor and how his positive interactions fostered a sense of brotherhood, mutual respect, and patience among his followers. The findings underscore the significant influence of the Prophet's behavior in cultivating a community characterized by compassion, resilience, and exemplary moral conduct.

In conclusion, the research illustrates that the Prophet's cheerful disposition was not merely a personal trait but a fundamental aspect of his leadership that contributed immensely to the spiritual and moral development of his companions, leaving a lasting legacy that continues to inspire and guide Muslims worldwide.

Keywords:Cheerful dispotion, prophetic traning, Chracter development,
شگفتہ مزاجی،مزاح نبوی،تربیت صحابہ

نبی اکرم ﷺ کا زمانہ مبارک اپنے اندر ہر طرح کی خوبصورتیاں اور رعنائیاں لیے ہوئے تھا، جسے خیر القرون ہونے کا درجہ حاصل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قریبی ساتھیوں نے اسلام کے لیے بہت قربانیاں دیں ان قربانیوں کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس پر مؤرخین نے بہت کچھ لکھا ہے تمام مصائب اور تکالیف کے باوجود یہ دعوت مکہ کے گلی کوچوں سے نکل کر ایک بین الاقوامی عالمی اسلامی تحریک بن گئی، دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے آخر کیا وجہ تھی کہ لوگ ماریں کھا کر احد احد کے نعرے لگاتے تھے اور کفار اپنی ہزار کوششوں کے باوجود کسی ایک کو بھی اسلام سے نہ پھیر سکے ؟ اس سوال کا جواب اگر ہم تلاش کریں تو فقط تاریخ اسلامی ہی نہیں بلکہ غیر مسلم مؤرخین اور حتی کہ مستشرقین بھی اس بات پر گواہی دیتے دکھائی دیتے ہیں کہ اسلام نے جو عام لوگوں کے دلوں میں رسوخ حاصل کر لیا تھا اس کی بنیادی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ و مزاج تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر حسین وشگفتہ مزاج تھے کہ اپنے دشمنوں پر بھی شفقت فرماتے تھے اسی وجہ سے جو رسول خدا ﷺ سے ملتا یا آپ کے تربیت یافتہ اصحاب سے ملتا ہے اسلام اس کے دل میں اپنی جگہ بنالیتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے رؤف ورحیم بنایا تھا۔ علاوہ ازیں آپ مومنوں پر حریص تھے۔

تو یہ اصحاب رسول خدا ﷺ کے اچھے اخلاق اور اچھے مزاج سے متاثر ہو کر آپ کی صحابیت میں آگئے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اعلان نبوت کرنے کے بعد اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل بھی ایساہی اخلاقی نمونہ پیش کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے اگرچہ روسائے قریش اسلام قبول نہ کر سکے لیکن وہ اس بات سے واقف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ جب ان لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اختیار کی تو اللہ تعالی نے اسلام کی بدولت ان کو عزت سے نوازا۔ وہ رسول خدا کی چھوٹی چھوٹی عادات کو بھی اپنی زندگیوں میں محبت اور ایمان کا حصہ سمجھ کر اپناتے تھے۔ ان کے دل ایسے صاف شفاف تھے کہ اللہ تعالی نے اسلام سے پہلے کی تمام نفرتیں، کُدُورتیں اور برائیاں ان کے دلوں سے نکال پھینکی تھیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ

﴿وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۫ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾(1)

”اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں“

یہ وہ لوگ تھے جو مصطفی کریم کے فیصلہ صدق دل سے تسلیم کرتے تھے ان کے دل اللہ نے ایمان کے نور سے صاف کر دیے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا ان پر ایسا اثر موجود تھا کہ جس چیز کی حرمت ظاہر کر دی جاتی انہیں پتہ چل جاتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند کرتے ہیں تو فوراً اس کو اپنے آپ سے دور کر لیتے تھے۔ یہ لوگ رسول خدا کے اخلاق حسنہ کا کامل نمونہ تھے۔ ایسے شگفتہ مزاج تھے کہ ان کو دیکھ کر اقوام عالم رشک کرتی تھیں۔

ذیل میں ہم رسول اللہ ﷺ کی شگفتہ مزاجی پر تفصیلی بحث کریں گے کہ آپ ﷺ کس مزاج کے حامل تھے؟۔ اور آپ ﷺ کی شگفتہ مزاجی کے تربیت صحابہ پہ کی اثرات مرتب ہوئے۔

آپ ﷺ کا مزاح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ایسے حسن ولطافت کی مالک تھی جس کے اندر حد درجہ تک اعتدال موجود تھا۔ آپ رقیق القلب بھی تھے سنجیدہ بھی تھے۔ گریہ زاری بھی کرتے تھے اور قطع نظر ان چیزوں کے ہنتے مسکراتے بھی تھے۔ بسا اوقات تو ایسا ہوتا کہ اس قدر آپ مسکراتے کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو جاتیں۔(2)

تاہم نبی کریم ﷺ کے مزاح کی چند خصوصیات تھیں۔

مزاح نبوی کی خصوصیات:

نبی علیہ السلام کے مزاح کی خصوصیات چونکہ کسی کتاب میں درج نہیں ہیں یہ ہم نے مختلف احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے اخذ کی ہیں۔

- نبی کریم کبھی بھی زور سے ہنستے نہیں تھے بلکہ تبسم فرمایا کرتے تھے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح حقیقت وسچ پر مبنی ہوتا تھا نہ کہ جھوٹ اور مفروضوں پر۔
- آپ کے مزاح سے کسی کا دل نہیں ٹوٹتا تھا بلکہ آپ تو دلجوئی کیلئے مزاح کرتے تھے
- آپ کے مزاح میں حقارت اور تمسخر کا پہلو نہ تھا۔
- آپ کے مزاح سے اپنائیت جھلکتی تھی۔
- آپ مزاح کے ذریعے اپنے اصحاب سے محبت کا اظہار فرماتے تھے۔
- آپکا مزاح پر دوام نہ ہوتا تھا۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح فرمانے کے اصول تھے آپ کے مزاح کے واقعات بے شمار ہیں جن کا احاطہ کرنا مقصد نہیں، البتہ چند ایک واقعات پیش کیے جا رہے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شگفتہ مزاجی پر دال ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کو اپنے دور جاہلیت کے واقعات سنایا کرتے تھے جس پر آپ بھی اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی لمحوں بیٹھ کر مسکرایا کرتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ:

((وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ))[3]

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) آپس میں دور جاہلیت کے معاملات (کو یاد کرکے) پر ہنستے اور مسکراتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے اصحاب کا دل رکھنے اور ان سے اظہار محبت کرنے کے لیے ان سے مزاح فرماتے تھے۔ حضرت انس کہتے ہیں ایک دیہاتی صحابی جن کا نام زاہر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتے تھے۔ رسول اللہ کہا کرتے کہ زاہر ہمارا گاؤں میں نمائندہ ہے۔ رسول خدا اس سے اظہار محبت فرماتے۔ ایک روز وہ بازار میں کچھ سامان بیچ رہا تھا۔ رسول خدا گئے پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کمر سے اس انداز سے پکڑا کہ وہ پیچھے دیکھ نہیں سکتے تھے، کہ انہیں کس نے پکڑا ہے ؟۔ تو کہنے لگے مجھے چھوڑ دیجیے آپ کون ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تھوڑا سا چھوڑا جس سے انہیں معلوم ہو گیا۔ یہ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنی کمر کو رسول خدا کے ساتھ چپکانے لگے، حتیٰ کہ اس نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے ساتھ لگا لیا پھر نبی کریم از روئے مزاح فرمانے لگے۔

((مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ؟))[4]

یہ غلام کون خریدے گا؟

یہ کلمات سن کر اس صحابی رسول نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا اس غلام کی قیمت زیادہ نہیں ملے گی۔ (آپ کا رنگ سیاہی مائل تھا اور آپ ظاہری شکل وشباہت سے خوبصورت بھی نہیں تھے اس لیے انہوں نے یہ بولا)

انہوں نے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے ایسا کہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور فرمانے لگے:

((لكِنْ عِنْدَ اللهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ أَوْ قَالَ: لكِنْ عِنْدَ اللهِ أَنْتَ غَالٍ))[5]

"لیکن تم اللہ کے نزدیک تو سستے نہیں ہو"۔ یا فرمایا: "تم اللہ کے ہاں گراں قدر ہو"

یہ واقعہ رسول خدا کے مزاح کا ایک نمونہ ہے۔ اس سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رسول خدا کے مزاح میں تحقیر نہیں تھی بلکہ محبت واحساس کے پہلو تھے لیکن یہ تمام تر پہلو سچائی پر مبنی ہوتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی کے بارے میں حضرت ام نبیطؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اپنے قبیلے کی دوشیزہ کو اسکے شوہر کے پاس لے کر جا رہیں تھیں، ساتھ ساتھ بنی نجار کی عورتیں بھی تھی اور ہم دف بجا بجا کر یہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔

أَتَيْنَاكُمْ، أَتَيْنَاكُمْ — فَحَيُّونَا، نُحَيِّيكُمْ
لَوْلَا الذَّهَبُ الْأَحْمَرُ — مَا حَلَّتْ بِوَادِيكُمْ[6]

ہم تمہاری طرف آ رہی ہیں، ہم تمہاری طرف آ رہی ہیں، تم ہمیں سلام کہو، تم تمہیں سلام کہتی ہیں۔

اور اگر (تمہارے پاس) سرخ سونا نہ ہوتا تو یہ (دلہن) تمہاری وادی میں نہ اترتی"

ہم یہ اشعار گاتی جا رہی تھیں کہ اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: اے اُم نبیط یہ کیا کر رہی ہو؟۔

تو کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والدین آپ پر قربان۔ یہ قبیلہ بنی نجار کی دلہن ہے، جسے ہم اس کے شوہر کے پاس لے کر جا رہے ہیں۔ اور پھر ہم نے وہ اشعار سنائے تو نبی کریم نے اس میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَوْلَا الْحَبَّةُ السَّمْرَاءُ — مَا سَمِنَتْ عَذَارِيكُمْ[7]

اگر یہ (موٹی مراد ہے تازہ) گندم نہ ہوتی تو تمہاری کنواری لڑکیاں اتنی موٹی نہ ہوتیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No2 2024

اسی طرح بنی عامر کی بڑھیا کا معاملہ تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگی۔ یا رسول اللہ، دعا کیجئے اللہ تعالی مجھے جنت میں داخل کر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

((يَا أُمَّ فُلَانٍ، إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَدْخُلُهَا عَجُوزٌ))(8)

اے فلاں کی ماں جنت میں تو کوئی بوڑھی عورت داخل نہیں ہو گی۔

بڑھیا اس بات کو سن کر فرط غم میں ڈوب گئی اور رونے لگی کہ اب وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی پریشانی دیکھی تو فرمایا کوئی بھی بوڑھی داخل نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالی سب کو جوان کر کے جنت میں داخل فرمائے گا اس پر آپ نے سورہ واقعہ کی چند آیات کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً , فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا , عُرُبًا أَتْرَابًا﴾(9)

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس کے چھوٹے بھائی ابو عمیر سے کہا

((یا ابا عمیر ما فعل النغیر))(10)

ایک شخص نے اونٹ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کراؤں گا اس پر وہ شخص پریشان ہو گیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ وسلم آپ سے اونٹنی کا سوال کر رہا ہوں تو فرمایا

((وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ))(11) اونٹنی ہی اونٹ کو جنم دیتی ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ کا سیدہ عائشہ صدیقہ کے ساتھ ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ کا حضرت انس سے فرمانا: ((يَاذَا الأُذُنَيْنِ))(12) "اے دو کانوں والے"

یہ تمام مزاح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمدہ مثالیں ہیں جس سے آپ اور آپ کے اصحاب کے خوش طبی اور شگفتہ مزاجی جھلکتی نظر آتی ہے۔

سنجیدگی و متانت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہر معاملہ میں اعتدال پسند تھے ایسے ہی آپ کا مزاج بین بین تھا۔ آپ سنجیدہ بھی رہتے تھے اور آپ انتہائی بارعب شخصیت تھے جن کی ہیبت بہت زیادہ تھی۔ لیکن آپ اس رعب کو اعتدال پر لانے اور صحابہ کرام کو اپنے ساتھ مانوس کرنے کے لیے مزاح بھی کرتے تھے تاہم یہ ہر وقت نہ ہوتا بلکہ کبھی کبھار ہوتا تھا۔ اکثر اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنجیدگی اختیار کرتے تاہم یہ سنجیدگی خشک لوگوں جیسی سنگدل ہوتی اور نہ متکبر بادشاہ جیسی خود پسندی کہ ہر وقت لوگوں پر اس کا رعب برقرار رہے۔ بلکہ اس میں خیر کے پہلو ہوتے صحابہ کرام اس قدر آپ سے مانوس تھے کہ بچے بھی آپ کی بارگاہ سے جانے پر راضی نہ ہوتے تھے۔ بلکہ آپ تو اس قدر شفیق تھے کہ کبھی کسی کو ڈانٹتے بھی نہ تھے۔ سیدنا انس کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دس سال رہا لیکن کبھی آپ نے مجھے یہ نہیں کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا اور یہ کام کیوں کیا۔

تو یہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت تھی، لیکن آپ ﷺ ہنسی اور مزاح کے زیادہ حق میں نہ تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: الْحِلْمُ، وَالْأَنَاةُ))(13)

"بے شک تمہارے اخلاق میں ایسی دو خوبیاں ہیں جو اللہ عزوجل کو بہت زیادہ پسند ہیں بردباری اور سنجیدگی"

سنجیدگی ایسی معاشرتی خوبی ہے جو انسان کو افراط و تفریط اور اشتعال انگیزی سے دور رکھتی ہے اسے باوقار اور بارعب ہونے اور اس کا لوگوں کی نظروں میں مزاح بننے سے بچاتی ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾[14]

"اور دنیا کی زندگی سوائے کھیل تماشہ کے کچھ بھی نہیں ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو پرہیز گار ہیں کیا تم عقل نہیں رکھتے"

یہاں دنیا کی زندگی کو لعب ولہو قرار دیا ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عموماً بچے اور نادان اور غافل لوگ لہو ولعب میں مشغول رہتے ہیں لیکن سنجیدہ اور سمجھدار لوگ لھوولعب میں مشغول نہیں ہوتے اور یہی مومنوں کی صفت ہے جس کو اللہ عزوجل نے قرآن میں بیان کیا:

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾[15]

"(ایمان والے تو وہ ہیں، جو) اللہ کو اٹھتے، بیٹھتے اور کروٹوں کے بل یاد کرتے ہیں، اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں، (اور پھر جب اللہ کی تخلیق اور رفعتوں کو دیکھتے ہیں تو) کہتے ہیں: اے ہمارے رب تونے کچھ بھی فضول پیدا نہیں کیا اور (بلاشبہ) پاک ہے تیری ذات، تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے"۔

خوش کلامی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اس وقت عرب کو فصاحت وبلاغت پر اس درجہ تک ناز تھا کہ یہ لوگ اپنی زبان پر اپنی فصاحت وبلاغت پر اتنا فخر کرتے تھے

غیر عربوں کو یعنی اپنے علاوہ باقی اقوام عالم کو عجمی یعنی گونگا تصور کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بے پناہ فصاحت وبلاغت سے نوازا۔ آپ کے کلام میں اس قدر روانی اور تسلسل ہوتا کبھی تکلف کا شائبہ بھی نہ ہوتا اور ویسے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا۔

عرب کے مختلف خطوں میں عربی کے مختلف لہجے استعمال ہوتے تھے لیکن رسول کریم ﷺ جس کو بھی مخاطب کرتے اسی کی زبان سے گفتگو کرکے اسے مخاطب کرتے تھے۔

مثلاً آپ نے قبیلہ ہمدان کے سردار ذوالمشار ہمدانی کی طرف اسی کی زبان میں مکتوب لکھا:

((إِنَّ لَكُمْ فِرَاعَهَا وَوِهَاطَهَا وَعَزَازَهَا.تَأْكُلُونَ عِلَافَهَا، وَتَرْعُونَ عَفَاءَهَا، لَنَا مِنْ دِفْئِهِمْ وَصِرَامِهِمْ مَا سَلَّمُوا بِالْمِيثَاقِ وَالْأَمَانَةِ.وَلَهُمْ مِنَ الصَّدَقَةِ الثِّلْبُ وَالنَّابُ وَالْفَصِيلُ وَالْفَارِضُ الدَّاجِنُ وَالْكَبْشُ الْحَوارِيُّ وَعَلَيْهِمُ فِيهَا الصَّالِغُ وَالْقَارِحُ))[16]

اور اسی طرح آپ نے جو نہد کے نام لکھا اسکا نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

((وَالنَّابُ وَالْفَصِيلُ وَالْفَارِضُ الدَّاجِنُ وَالْكَبْشُ الْحَوارِيُّ وَعَلَيْهِمُ فِيهَا الصَّالِغُ وَالْقَارِحُ))[17]

یہ تمام جملے اہل عرب کے لیے آج بھی دقیق اور غریب ہیں۔

اس جیسے بے شمار کلمات جو اہل عرب کے لیے غریب تھے۔ آپ نے دیگر قبائل کی طرف لکھے۔ قبیلہ بنی نہد کے سردار طہفہ کے نام، وائل بن حجر کے نام اور مختلف سلاطین کے نام یہ تمام تر نبی کریم ﷺ کی خوش کلامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم ارشادات جن کے الفاظ قلیل اور معانی کثیر ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

((النَّاسُ كَأَسْنَانِ الْمُشْطِ))[18]

"تمام انسان ایسے برابر ہیں جیسے کنگھی کے دندانے"

((فَلَا تَصْحَبْ مَنْ لَا يَرَى لَكَ مِثْلَ مَا تَرَى لَهُ))[19]

"اس شخص کی ہم نشینی اختیار نہ کرو جس کے بارے اسکی وہ رائے نہیں جو تمہاری ہے"۔ یعنی تم اسکے بارے میں اچھی خواہش کرتے اور وہ تمہارے لیے بری خواہش رکھتا ہے۔

((مَا هَلَكَ امْرُؤٌ عَرَفَ قَدْرَهُ))[20]

"وہ شخص کبھی ہلاک نہیں ہوتا جو اپنی قدر وقیمت پہچانتا ہے"۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No2 2024

((اَلمستَشَارُ مُؤتَمن وَهُوَ بِالْخِيَارَ مَا لَمْ يَتَكَلمُ))[21]

"جس شخص سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے حتی کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر دے، بلکہ خاموش رہے کہ وہ مشورہ دے یا نہ دے"

یہ تو فقط چند ایک کلمات ہیں جبکہ کتب احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش کلامی کے نمونوں سے بھری پڑی ہیں۔ اور یہی آپ کی فصاحت تھی جس کو سن کر اہل عرب رسول خدا کو۔معاذاللہ۔شاعر کہنے لگے۔ جس کا رد اللہ تعالی نے ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾[22] سے کیا

تو تمام لوگوں کا شاعر ہونا ان کی خصوصیت ہوتا ہے لیکن رسول خدا کا شعور نہ ہونے کے باوجود اس قدر خوبصورت اور احسن کلام کرنا آپ کی خصوصیت ہے۔

رقیق القلبی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شگفتہ مزاجی کا ایک اور انتہائی اہم پہلو آپ کا رقیق القلب ہونا ہے۔ آپ کا دل اتنا نرم تھا کہ بسا اوقات اس کی خاطر آپ کئی روز گریہ زاری فرماتے اور یہ گریہ عام نہ ہوتا بلکہ مطرف بن شہیر کہتے ہیں میں نے رسول خدا کو دیکھا آپ نماز ادا فرمارہے تھے((وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ))[23] اور آپ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے چکی چلائی جارہی ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے کسی ہنڈیا کے ابلنے سے آتی ہے۔

حالانکہ آپ اللہ کے عظیم المرتبت رسول تھے اس کے باوجود رقت قلبی کا عالم یہ تھا کہ قرآن پڑھتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود سے ایک بار فرمانے لگے کہ قرآن سناؤ تو جناب ابن مسعود عرض گزار ہوئے اے اللہ کے رسول یہ تو آپ پر وحی نازل ہوا ہے تو آپ نے فرمایا میرا دل چاہ رہا ہے کہ وہ قرآن کسی اور سے سنوں سیدنا عبد اللہ بن مسعود نے تلاوت کی کہ سورۃ نساء کی آیات مبارکہ آ گئی۔

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾[24]

تو اس وقت کیا منظر ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ لائیں گے اور اے حبیب آپ کو ان تمام پر گواہ لایا جائے گا۔

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا نے فرمایا عبد اللہ بس کرو عبد اللہ کہتے ہیں میں نے یوں آنکھ اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔[25]

یہ آپ کے دل میں درد امت تھا، کہ آپ کو فکر لاحق تھی مجھے اپنی ہی امت کے خلاف گواہی دینی پڑے گی۔ تو رقت قلبی کا عالم یہ تھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ کی طرف تشریف لائے اور اپنے دونوں لب اس پر رکھ کر دیر تک روتے رہے پھر دیکھا کہ جناب عمر بھی رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عُمَرُ هَا هُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ))[26]

اے عمر یہی وہ مقام ہے جہاں آنسو بہائے جائیں۔

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے خوف سے قرآن سن کر یا کسی کو بے چین دیکھ کر بہت جلد نرم ہو جاتے جس سے آپ گریہ فرمانے لگتے یہ بھی آپ کے مزاج کا ایک خوبصورت حصہ ہے کہ آپ کا دین انتہائی نرم تھا۔

خوش اخلاقی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ تو اس قدر وسیع و عریض ہیں جن کا کماحقہ احاطہ کسی بشر کے لئے ممکن نہیں ہے البتہ اگر ہم رسول خدا کے اخلاق حسنہ کو ایک جملے میں سمیٹنا چاہیں تو حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ کے وہ الفاظ جن کو آپ نے اخلاق نبی کریم ﷺ پر ارشاد فرمایا:

((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ))[27]

"کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟۔ رسول خدا کے اخلاق قرآن کریم کا کامل نمونہ تھے"

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No2 2024

عدل و انصاف، جود و کرم، سخاوت و شجاعت، شفقت و رحمت، قناعت و خشیت، عفو و در گزر، زہد و تقوی، صدق و صفا، عفت و حیا، پاکدامنی، تواضع و انکساری، خوش کلامی، ملنساری، صلہ رحمی اور اس جیسی بے شمار صفات کی جامع شخصیت اگر کوئی ہے تو وہ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہے۔ آپ ان تمام تر صفات میں اپنے کمال پر پہنچے ہوئے تھے۔ نبی آخر الزماں ہونے کے باوجود اس قدر عاجزی و انکساری کا پیکر کہ دشمن رسول خدا بھی تعریف کرنے پر مجبور تھے

اخلاق ایسے کہ دشمن بھی آنکھیں بند کر کے گواہی دیں۔ حجر اسود کے نصب کرنے کے موقع پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا کہ اسے نصب کون کرے گا؟۔ تو اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ کل حرم کعبہ میں سب سے پہلے آنے والا شخص ہمارا منصف ہو گا۔ اتفاق سے علی الصبح حضور نبی رحمت تشریف لے آئے۔ سب نے دیکھا تو خوشی سے مطمئن ہو گئے اور بیک زبان بولے ((هَذَا مُحَمَّدُ الْأَمِيْنِ، قَدْ رَضَيْنَا بَه))[28]

"یہ محمد مصطفی ﷺ ہیں، جو نہایت امین ہیں ہم تمام ان پر راضی ہیں (اور ان کے فیصلے کو صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں)"

رسول خدا نے کمال ذہانت کا مظاہرہ کیا اور تمام لوگوں کو اس حجر اسود کی تنصیب میں شامل کر دیا۔ صداقت ایسی کہ زمین و آسمان میں آپ سے زیادہ کوئی امین نہ تھا خود ارشاد فرماتے ہیں:

((وَاللهِ إِنِّي لَأَمِيْنٌ فِي السَّماءِ، أَمِيْنٌ فِي الأَرْضِ))[29]

"قسم بخدا آسمانوں میں بھی، مَیں امین ہوں، اور زمین والوں میں بھی، مَیں امین ہوں"

جود و سخاوت کا عالم یہ تھا کہ کوئی سائل ایسا نہ ہوتا جو وہ مانگتا تو اسے مایوس ہونا پڑتا اصحاب محمد ﷺ کہتے ہیں:

"ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ سے کسی سائل نے کچھ طلب کیا ہو اور آپ نے اسے انکار کیا ہو"۔[30]

ابن عباس فرماتے ہیں: "((أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ))[31]

"لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی سخی نہ تھا"۔

تاریخ انسانی آج بھی ورطہ حیرت میں گم ہے کہ کوئی اتنا با کمال اور با جمال کیسے ہو سکتا ہے الغرض یہ تمام صفات کاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شگفتہ مزاجی کی ترجمان ہیں۔

تصنع و بناوٹ سے اجتناب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خالص و حسین مزاج کے حامل تھے کہ آپ کے مزاج میں تصنع و بناوٹ کو ذرا سا بھی دخل نہ تھا نہ کوئی دنیاوی خواہشات اور نہ ہی ان کے لئے کوشش سادگی کا اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس زیب و زینت و آرائش و نمائش سے پاک ہوتا اگر دل نہ چاہتا تو نہ کھاتے لیکن کھانے سے نقص نہ نکالتے، اس کے باوجود شان بے نیازی ایسی تھی کہ جو دیکھتا لرز اٹھتا۔

ابن سعد بنت مخرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا کو حالت خشوع و خضوع میں دیکھا تو آپ کے رعب کی تجلی برداشت نہ کر سکی اور خوف کے باعث کانپنے لگی ایک صحابی رسول جو وہاں موجود تھے عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ((أُرْعِدَتِ الْمِسْكِينَةُ)) [32]

مسکینہ پر لرزہ طاری ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھے بغیر ہی فرما دیا کہ

((يَا مِسْكِينَةُ عَلَيْكَ السَّكِينَةُ))[33]

"اے مسکینہ اطمینان و سکون اختیار کرو"

تو وہ کہتی ہیں جب رسول اللہ نے اتنا فرمایا تو میں پر سکون ہو گئی اور میرا ڈر سارا جاتا رہا۔

شمائل ترمذی میں امام ترمذی سیدنا علی کا قول نقل کرتے ہیں:

((مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ))[34]

"جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا تو ڈر جاتا لیکن جو پہچان کر حضور سے میل جول بڑھا لیتا، حضور سے محبت کرنے لگتا"

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No2 2024

بسا اوقات آپ مجلس میں تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تعظیم میں کھڑے ہو جاتے آپ علیہ السلام نے منع کرتے اور ان سے ناراض ہوتے۔

حضرت انس ابن مالکؓ کہتے ہیں کہ "صحابہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر محبوب کوئی شخص نہ تھا۔اس کے باوجود وہ صحابہ (بعض اوقات)اس لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ پسند نہ تھا"(35)

قصہ ایلاء کے حالات پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے۔حضرت عمرؓ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو دیکھا آپ نے تہہ بند باندھا ہوا تھا۔چٹائی کے نشان آپ کے جسم اطہر پر نمایاں نظر آ رہے تھے اور پاس چمڑے کا ایک پرانا مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔(36)

کبھی ہزاروں دراہم و دنانیر بھی آجاتے تو مصطفی کریم ﷺ تقسیم کئے بغیر سوتے نہ تھے۔اسکے باوجود آپ ﷺ کی زندگی ایسی تھی۔آپ نے نہ تو خود کبھی عیش و عشرت والی زندگی گزاری اور نہ ہی صحابہ کرام کو اسکی تبلیغ کی۔

تربیت صحابہ پہ اثرات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شگفتہ مزاجی پر جتنا کچھ لکھا جا چکا ہے اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور کردار کا سب سے اہم پہلو یہ تھا، کہ آپ کی ہر ادا کو اللہ نے زندہ رکھا اور کسی نہ کسی طرح سے آپ کا ہر طرز عمل امت مسلمہ کے اذہان میں ہمیشہ کے لئے پختہ کر دیا اور صحابہ کرام کو جونہی حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی طرز عمل کا علم ہوتا تو صحابہ فوراً اس کو اپنی زندگی پر لاگو کر لیتے۔آپ سے ہونے والا ہر عمل پوری امت مسلمہ تک پھیل جاتا۔بعض اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کسی خاص موقع کی مناسبت سے ہوتا لیکن صحابہ اسکی بھی پیروی کرتے۔

جیسا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ سے گزر رہے تھے تو وہاں درختوں کی ٹہنیاں تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے ہٹ کر گزر گئے۔

کافی عرصہ بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ بھی ہٹ کر گزرے، کسی نے پوچھا آپ ہٹ کر کیوں گزرے ہیں کیونکہ وہاں تو اب کوئی درخت نہیں تھا۔تو آپ بولے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا آپ بھی یہاں سے ایسے ہی گزرے تھے۔(37)

پھر اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ وضو کے دوران مسکرانے لگے۔

((مِمَّ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟))

تو احباب نے وجہ پوچھی کہ اے امیر المومنین آپ کیوں مسکرائے ہیں؟۔

آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ دیکھا تھا آپ بھی اسی جگہ وضو کر رہے تھے تو وضو کے بعد مسکرانے لگے۔(38)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دونوں اعمال مخصوص وقت اور جگہ کی مناسبت کے لحاظ سے تھے۔لیکن اصحاب رسول نے ان پہ بھی عمل کیا۔جس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ کا چھوٹے سے چھوٹا عمل صحابہ کرام کی زندگیوں پر واضح اثرات چھوڑتا تھا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب کے مزاج اور نفسیات کا بھرپور خیال کرتے تھے، آپ کو مردم شناسی میں جو کمال حاصل تھا وہ کسی کو نہ تھا۔ہر شخص کی خوبیوں اور کمزور پہلوؤں پہ آپ کی نظر عمیق تھی۔اور آپ ہر شخص کے مزاج کا خیال کیا کرتے، ہر معاملہ میں ان کے مزاج اور شخصیت کو مدنظر رکھتے آپ نے خود ارشاد فرمایا:

((أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ))(39)

"لوگوں کے ساتھ ان کے مرتبہ کے لحاظ سے پیش آؤ"

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No2 2024

جن لوگوں کی تربیت آپ کو مقصود ہوتی آپ ان کے حالات و کوائف ان کی ذہنی و جسمانی طاقت و صلاحیت اور مزاج و طبیعت کو ملحوظ رکھتے۔ایک شخص آکر آپ سے افضل عمل کے بارے پوچھتا تو آپ اسے افضل عمل جہاد بتاتے جبکہ دوسرا فرد اگر یہی سوال کرتا تو آپ اسے کہتے کہ افضل عمل نماز ہے، تیسرے شخص کو آپ حسن اخلاق افضل عمل بتاتے۔تو بظاہر تو ان احادیث میں تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ہم اس کے پیچھے کار فرما عوامل کا جائزہ لیں تو ہم پہ یہ عقدہ کھلے گا کہ ہر شخص کی طبیعت مزاج اور نفسیات مختلف تھیں۔کسی کی طبیعت اگر جہاد سے ابا کرتی تو اسے افضل عمل جہاد بتاتے، دوسرا اگر نماز میں کہیں سستی کرتا معلوم ہوا تو اسے افضل عمل نماز بتاتے، کسی میں اخلاقی لحاظ سے کمزوری دیکھتے تو اسے افضل عمل حسن اخلاق بتلاتے، آپ چونکہ سب کی تربیت فرمانے والے تھے،اس لئے ان کی نفسیات کا بھی بھرپور طریقے سے خیال رکھتے۔روایت ہے کہ ایک بندہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جہاد کی اجازت عنایت فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

((أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟))(40)

"کہ کیا تمہارے والدین زندہ ہیں"؟

تو وہ بولا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"پھر تم ان دونوں کی خدمت کرو تمہارا جہاد انہی میں ہے"۔

یہ اس شخص کی تربیت کا نبوی انداز تھا جو بوڑھی والدہ کو چھوڑ کر جہاد کی خاطر نکل رہا تھا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سارا اجر خدمت والدین میں بتایا۔تو یہ رسول اللہ سلم کا انداز تربیت تھا جس طرح سے رسول خدا کی تربیت نے صحابہ کرام کے باقی معاملات پر اثرات چھوڑے ایسے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلم کی شگفتہ مزاجی نے بھی صحابہ کرام کی زندگیوں کو خوبصورت بنا دیا۔رسول اللہ صلی وسلم کے مزاج کی وجہ سے صحابہ کرام کے مزاج میں بھی شگفتگی آچکی تھی۔صحابہ کرام بھی آپس کے معاملات میں وہی طرز اختیار کرتے۔بعض اوقات ہنسی مزاح بھی کر لیتے۔حضرات شیخین اور حضرت علی کا واقعہ بھی اس پر شاہد ہے۔اس کے علاوہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہی عمل تھا۔

ایک صحابی رسول حضرت نعیمان رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔جو حضور علیہ السلام کے ساتھ مزاح کیا کرتے تھے۔مدینہ رسول میں جب بھی کوئی نئی چیز آتی تو حضرت نعیمان رضی اللہ تعالی عنہ اسے خرید کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے جاتے۔اور اپنی طرف سے ہدیہ کر دیتے۔کیونکہ ان کے پاس پیسے تو ہوتے نہیں تھے وہ چیز ادھاری ہوتی تھی جب اس چیز کا مالک رقم کا مطالبہ کرتا تو اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاتے اور عرض کرتے یا رسول اللہ قرض ادا کر دیں کیونکہ وہ چیز آپ ہی کو ہدیہ کی تھی یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیتے۔(41)

کتب سیرت میں حضرت نعیمان کے اور بھی بہت سے دلچسپ واقعات موجود ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اس کو پسند فرماتے تھے اور ان کی دل شکنی نہیں کرتے اس کی وجہ سے یہ آپس کے معاملات میں صحابہ کے ساتھ بھی مزاح کر لیتے ہیں۔اس ضمن میں انتہائی خوبصورت واقعہ ملتا ہے۔حضرت نعیمان کا گزر ایک مرتبہ مخرمہ ابن نوفل کے پاس سے ہوا۔حضرت مخرمہ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ایک دن انہیں حاجت پیش آگئی تو انہوں نے کسی کو مدد کے لیے بلایا۔حضرت نعیمان نے انکو لیا اور مسجد کے کونے میں بٹھا کر کہا یہاں آپ قضائے حاجت کر لیں۔انہوں نے وہاں بیٹھ کر حاجت پوری کرنی شروع کی تو لوگوں نے ایک دم شور مچایا کہ یہ تو مسجد ہے۔اس پہ مخرمہ بولے مجھے یہاں کون لایا ہے؟لوگ بولے نعیمان لائے ہیں۔مخرمہ بولے خدا کی قسم!میں اسے لاٹھی سے ماروں گا۔

کچھ دن بعد حضرت نعیمان کو پتہ چلا تو وہ دوبارہ سے ان کے پاس گئے اور بولے کیا تم نعیمان سے بدلہ لینا چاہتے ہو؟ تو وہ بولے جی ہاں!اس پہ حضرت نعیمان انہیں لیکر امیر المؤمنین حضرت عثمان کے پاس لے آئے اور بولے یہی ہے وہ شخص جس نے تمہیں وہاں بٹھایا تھا۔یہ سن کر حضرت نعیمان نے لاٹھی دے ماری جو حضرت عثمان غنی کو لگی اور آپ زخمی ہوگئے۔لوگ ایک دم چیخ اٹھے کہ یہ امیر المومنین ہیں۔تو مخرمہ پھر پوچھنے لگے کہ مجھے کون یہاں لایا تھا؟ تو وہ بولے حضرت نعیمان۔مخرمہ نے کہا اب میں کبھی نعیمان کا رخ نہیں کروں گا۔(42)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد رہنے والے احباب خاص طور پر آپ کے خلفاء اربعہ انتہائی شگفتہ مزاج تھے۔ان کو کبھی بھی آپس میں موقع ملتا تو شگفتہ مزاجی سے محظوظ ہوتے۔حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ کے قریبی ساتھی تھے سب سے زیادہ رسول اللہ کے ساتھ رہتے اور سب سے زیادہ تربیت نبوی کے اثرات آپ پر مرتب ہوئے تھے۔رسول اللہ کوئی بھی حکم ارشاد فرماتے تو حضرت ابو بکر سب سے پہلے اس پر عمل کرتے۔حضرت ابو بکر نے کبھی بھی رسول اللہ کی کسی بھی

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No2 2024

بات کی خلاف ورزی نہیں کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ تو کبھی رسول اللہ سے کسی معاملے پر سوال بھی نہیں کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھولنے کا حکم دیا تو تمام صحابہ کرام دل شکستہ تھے۔ لیکن جونہی رسول اللہ سلم نے فرمایا تو حضرت ابو بکر نے سب سے پہلے احرام کھولا۔ تو تربیت نبوی سے جو فیض سیدنا صدیق اکبر کے حصے میں آیا تھا وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آیا تھا اس لیے حضور کو ابو بکر سے کچھ خاص ہی محبت تھی۔ حضرت ابو بکر بھی انتہائی شگفتہ مزاج شخص تھے جیسے عربی کا مقولہ ہے۔ مزاح المومنین عبادۃ کہ اہل ایمان کا (حد میں رہ کر) مزاح کرنا بھی عبادت ہے۔ تو صحابہ کرام شگفتہ مزاجی کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سمجھ کر اپناتے تھے. حضرت ام سلمہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر حضرت نعیمان اور حضرت سویبط کے ہمراہ رسول اللہ صلی کے وصال سے ایک سال قبل تجارت کی غرض سے بصرہ تشریف لے گئے۔

وہاں پر ان کے مزاح کا انتہائی دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ حضرت نعیمان و حضرت سویبط انتہائی ظریف الطبع انسان تھے۔ دوران سفر حضرت سویبط نے حضرت نعیمان سے کھانا مانگا، لیکن حضرت نعیمان نے دینے سے انکار کر دیا اور کہا جب تک حضرت ابو بکر نہیں آتے تب تک نہیں دوں گا۔ حضرت سویبط بولے میں تمہیں دیکھ لوں گا۔

اس کے بعد حضرت سویبط ایک قبیلے کے پاس سے گزر رہے تھے تو انہوں نے قبیلے والوں کو کہا کہ میرے پاس ایک غلام ہے میں اسے فروخت کرنا چاہتا ہوں، اگر تم اسے خریدنا چاہو تو خرید لو، لیکن ایک بات ہے کہ وہ اپنے آپ کو آزاد کہتا ہے، چنانچہ ان کے درمیان دس اونٹ پر معاملہ طے پا گیا، ان لوگوں نے حضرت نعیمان کے گلے میں چادر ڈال لی۔ یہ بیچارے کہتے رہے کہ میں آزاد ہوں، لیکن وہ بولے کہ ہمیں تمہاری عادت کا پہلے سے پتا ہے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق آئے اور انہوں نے ان کا سامان واپس کیا اور حضرت نعیمان کو آزاد کروایا۔ واپس آکر انھوں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا جسے سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوب مسکرائے۔

ایسے ہی بعض اوقات عقل کا استعمال کرتے ہوئے حاضر دماغی سے جواب دینا بھی شگفتہ طبعی کا حصہ ہوتا ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کی تو جناب صدیق اکبر آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ یہ ان پر سوار تھے۔ حضرت ابو بکر آپ کے ردیف تھے۔ آپ سے جو بھی پوچھتا کہ وہ ابو بکر یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ تو آپ انہیں رسول اللہ سلم کا نام بتانے کی بجائے حاضر دماغی سے کام لیتے ہوئے بولتے کہ ہادی ہیں یعنی مجھے راہ دکھانے والے ہیں۔(43)

مزاح کا یہ پیرایہ نہ صرف زیر لب تبسم کا عکاس ہے بلکہ صداقت کے معیار پر بھی پورا اترتا ہے۔ ایسے ہی حضرت علی بھی انتہائی ذہین حاضر دماغ اور شگفتہ مزاج شخصیت تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے، حضرت علی بھی بیٹھے تھے۔ رسول اللہ نے کھجوریں کھا کر گھٹلیاں حضرت علی کے سامنے رکھنے لگے، تو آپ کو دیکھ کر باقی صحابہ بھی حضرت علی کے سامنے گھٹلیاں رکھنے لگے۔ حضرت علی کے سامنے گھٹلیوں کا ڈھیر لگ گیا تو آپ نے فرمایا گھٹلیوں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ علی نے کتنی زیادہ کھجوریں کھائیں۔ اس پر حضرت علی حاضر دماغی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولے سب سے زیادہ کھجوریں تو انہوں نے کھائیں ہیں جو گھٹلیوں سمیت کھا گئے ہیں۔

اس پر تمام صحابہ کرام مسکرانے لگے۔

یہ چند مثالیں فقط اس لیے ذکر کی ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شگفتہ مزاجی سے بھرپور تربیت کے صحابہ پر کیسے اثرات مرتب ہوئے تھے۔ کہ صحابہ کرام بھی شگفتہ مزاجی کا مظاہرہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیر لب مسکراہٹ فرماتے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام بھی اس شگفتگی سے اپنا اپنا حصہ وصول کرتے۔

خلاصہ بحث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارکہ جسے خیر القرون ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ آپ اللہ کے رسول تھے، آپ کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ آپ اگر اکیلے بھی چل رہے ہوتے تو یہی محسوس ہوتا جیسے کوئی بہت بڑا لشکر آرہا ہے۔ ایسے میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقط سنجیدگی اختیار کرتے تو صحابہ کرام پہ آپ کا ہیبت و جلال مزید چھا جاتا اور ممکن ہے وہ سوال تک نا کر سکتے، لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو اپنے ساتھ مانوس کرنے کے لیے ان سے مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا مزاح جھوٹ سے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No2 2024

پاک ہوتا، اس میں کسی کی تحقیر کا عنصر شامل نہ ہوتا۔ آپ علیہ السلام خوش کلام ایسے تھے کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء بھی حیران ہو جاتے کہ امی ہونے کے باوجود آپ اس قدر فصیح و بلیغ ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو صحابہ آپ سے معانی پوچھتے یا رسول اللہ اس لفظ کا معنی ارشاد فرمائیے تو آپ انہیں وہ بتاتے۔ الغرض اچھے مزاج کے تمام خصوصیات آپ میں پائی جاتی تھیں۔ اللہ نے تو بھیجا ہی آپکو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے تھا۔

حوالہ جات و حواشی

[1]۔ القرآن، الحشر 9:59

[2]۔ أبو عیسی محمد بن عیسی الترمذي، ''الشمائل المحمدیة''(بیروت: دار إحیاء التراث العربي)، باب ماجاء في ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج:1، ص:137، الرقم:219

[3]۔ مسلم ''صحیح مسلم''، (بیروت: دار احیاء التراث العربي) کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب فضل الجلوس في مصلاہ بعد الصبح، و فضل المساجد، ج:1، ص:463، الرقم:670

[4]۔ أحمد بن حنبل ''مسند الإمام أحمد بن حنبل''، (الناشر: مؤسسة الرسالة، ط۔1: 2001م) مسند المکثرین من الصحابة، مسند أنس بن مالکؓ، ج:20، ص:90، الرقم:13648

[5]۔ ایضا، ج:20، ص:90، الرقم:13648

[6]۔ محمد بن یوسف الصالحي ''سبل الهدی والرشاد، في سیرة خیر العباد، وذکر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد''(بیروت: دار الکتب العلمیة، ط۔1: 1993م)، الباب الثاني والعشرون في مزاحه، ومداعبته صلی اللہ علیہ وسلم، ج:7، ص111

[7]۔ ایضا، ج:7، ص111

[8]۔ الترمذي، ''الشمائل المحمدیة'' باب ماجاء في صفة کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الشعر، ج:1، ص:144، الرقم:230

[9]۔ القرآن، الواقعہ، 56:35-37

[10]۔ أبو داود ''سنن أبي داود''(بیروت: المکتبة العصریة)، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرجل یتکنی ولیس له ولد ج:4، ص:293، الرقم:4969

[11]۔ أبو داود ''سنن أبي داود''، ''کتاب الأدب، باب ماجاء في المزاح،، ج:4، ص:300، الرقم:4998

[12]۔ ضیاء الدین محمد بن عبد الواحد المقدسي ''الأحادیث المختارة أو المستخرج من الأحادیث المختارة مما لم یخرجه البخاري و مسلم في صحیحیهما''(بیروت: دار خضر للطباعة والنشر والتوزیع، ط۔3: 2000م)، رجاله ثقات لکنه معلول، ج:7، ص254، الرقم:2702

[13]۔ مسلم ''صحیح مسلم''، کتاب الإیمان، باب الأمر بالإیمان باللہ ورسوله، وشرائع الدین، والدعاء إلیه، ج:1، ص:48، الرقم:13

[14]۔ القرآن، الانعام، 6:32

[15]۔ القرآن، آل عمران، 3:191

[16]۔ أبو الفضل القاضي عیاض ''الشفا بتعریف حقوق المصطفی''(بیروت: دار الفکر الطباعة والنشر والتوزیع، ط:1988م)، الباب الثاني في تکمیل اللہ تعالی له المحاسن خلقا وخلقا وقرانه جمیع الفضائل الدینیة والدنیویة فیه نسقا، (فصل) وأما فصاحة اللسان وبلاغة القول، ج:1، ص72، محمد بن علي بن أحمد ''المصباح المضي في کتاب النبي الأمي ورسله إلی ملوک الأرض من عربي و عجمي''(بیروت: عالم الکتب) ج:2، ص:308

[17]۔ ایضا، الباب الثاني في تکمیل اللہ تعالی له المحاسن خلقا وخلقا وقرانه جمیع الفضائل الدینیة والدنیویة فیه نسقا، (فصل) وأما فصاحة اللسان وبلاغة القول، ج:1، ص72

[18]۔ أبو عبد اللہ محمد بن سلامة القضاعي ''مسند الشهاب''(بیروت: مؤسسة الرسالة، ط۔2: 1986م) ج:1، ص145، الرقم:195

[19]۔ أبو بِشر محمد بن أحمد الدولابي ''الکنی والأسماء''(بیروت: دار ابن حزم، ط۔1: 2000م) ج:2، ص:523، الرقم:949

[20]۔ أبو الحسن علي بن محمد الماوردي ''أعلام النبوة''(بیروت: دار ومکتبة الهلال، ط۔1: 1409ھ) الوجه الثالث في فضائل أقواله، کلامه صلی اللہ علیہ وسلم، ج:1، ص226

[21]۔ القاضي عیاض ''الشفا بتعریف حقوق المصطفی'' الباب الثاني في تکمیل اللہ تعالی له المحاسن خلقا وخلقا وقرانه جمیع الفضائل الدینیة والدنیویة فیه نسقا، الفصل الخامس فصاحة لسانه وبلاغته صلّی اللہ علیہ وسلّم، ج:1، ص174

[22]۔ القرآن، الحاقہ، 69:41

[23]۔ أبو عبد اللہ محمد المَرْوَزِي ''مختصر (قیام اللیل و قیام رمضان و کتاب الوتر)''(فیصل آباد: حدیث أکادمي، ط۔1: 1988م) ج:1، 142

[24]۔ القرآن، النساء 4:41

25- بخاري "صحيح البخاري"، (مصر: دار طوق النجاة، ط۔1: 1422ھ) كتاب فضائل القرآن، باب قول المقرئ للقارئ حسبک، ج6، ص196، الرقم: 5050

26- الحاکم "المستدرک علی الصحیحین" (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ط۔1: 1990م)، کتاب الصوم، أول کتاب المناسک، ج: 1، ص: 624، الرقم: 1670

27- أحمد بن حنبل "مسند الإمام أحمد بن حنبل" مسند النساء، مسند الصديقة عائشة بنت الصديقؓ، ج: 41، ص: 148، الرقم: 24601

28- يوسف بن إسماعيل بن يوسف النَّبهاني "وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"، (جدة: دار المنهاج، ط۔2: 1425ھ) الباب الخامس في صفة خلق رسول الله صلّی اللہ علیہ وسلّم، الفصل الثّالث في صفة أمانته صلّی اللہ علیہ وسلّم وصدقه، ج: 1، ص: 227

29- ایضا، ج: 1، ص: 227

30- شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس "أشرف الوسائل إلى فهم الشّمائل" (بيروت: دار الكتب العلمية، ط۔1: 1998م) ج: 1، ص513

31- مسلم "صحيح المسلم"، كتاب الفضائل، باب كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم أجود الناس بالخير من الريح المرسلة، ج: 4، ص: 1803، الرقم: 2308

32- ابو القاسم طبرانی "المعجم الكبير" (عمان، بيروت: المكتب الإسلامي، دار عمار، ط۔1: 1405ھ)، باب القاف، قيلة بنت مخرمة العنبرية، ج: 25، ص: 08، الرقم: 1095

33- ایضا، ج: 25، ص: 08، الرقم: 1095

34- الترمذي، "الشمائل المحمدية"، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، ج: 1، ص: 32، الرقم: 7

35- محمد بن إسماعيل البخاري "الأدب المفرد" (بيروت: دار البشائر الإسلامية، ط۔3: 1989م) باب قيام الرجل لأخيه، ج: 1، ص326، الرقم: 946

36- مسلم "صحيح مسلم"، كتاب الطلاق، باب في الإيلاء، واعتزال النساء، وتخييرهن الخ، ج: 2، ص: 1111، الرقم: 34

37 - أحمد بن حنبل "مسند الإمام أحمد بن حنبل" مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، ج: 8، ص: 435، الرقم: 4870

38 - ایضا، مسند المدنيين، مسند عثمان، ج: 1، ص: 474، الرقم: 415

39 - أبو داود "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم، ج: 4، ص: 261، الرقم: 4842

40 - أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي "المجتبى من السنن = السنن الصغرى للنسائي" (حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية، ط۔3: 1986م) كتاب الجهاد، الرخصة في التخلف لمن له والدان، ج: 6، ص: 10، الرقم: 3103

41 - علی بن برھان الدین "سیرت حلبیہ" (کراچی: دار الاشاعت 2009م) ج3، ص 471

42 - ایضا، ج3، ص470

43 - ابن جوزی، کتاب الاذکیاء، ص: 39